اُمّتِ مسلمہ کے خلاف قادیانیت کی نئی صف بندی

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

قادیانیت مذہب کی آڑ میں ایک سیاسی گروہ ہے جس کا مقصد استعماری طاقتوں کے لیے مخصوص خدمات بجالانا ہے، قادیانی جماعت جو کہ مرزا قادیانی کے بقول برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہر دور میں برطانوی استعمار کے لیے خدمات بجالاتی رہی ہے۔

ان خدمات کا تفصیلی تذکرہ پروفیسر الیاس برنی، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، صاحبزادہ طارق محموداور انجینئر بشیر احمد کی تحریرات میں موجود ہے۔ آغا شورش کاشمیری مرحوم نے بھی جاندار اشارات لکھے ہیں۔ حاصل اُن کا یہ ہے کہ برطانوی حکومت نے اس دور میں جب اس کی حکومت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی قادیانی فتنہ کو مسلمانوں کی جاسوسی کرنے، اُنہیں سیاسی طور پر منتشر رکھنے کے لیے استعمال کیا۔ حتیٰ کہ ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کے سابق سربراہ مرزا طاہر احمد نے پاکستان سے فرار ہو کر لندن کے قریب وسیع جگہ حاصل کی اور قادیانیوں کا عالمی ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔ وہاں قادیانیت کے عالمی فروغ کے منصوبے ترتیب دیے جاتے ہیں۔ عالمی زبانوں میں لٹریچر چھاپ کر بکثرت تقسیم کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کے غلط تراجم وحواشی والے نسخے وسیع پیمانہ پر پھیلائے جارہے ہیں۔ سیٹلائٹ کے ذریعہ قادیانی ٹی وی چینل کی نشریات سات آٹھ زبانوں میں جاری ہیں۔ اور یہ سب برطانوی حکومت کے خاص تعاون سے ہو رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے خود کو آسمانی نور اور ملکہ برطانیہ کو زمین کا نور قرار دیا تھا اور لکھا تھا کہ چونکہ نور کو نور سے مناسبت ہوتی ہے اس لیے مجھے ملکہ برطانیہ کے نورانی عہد میں بھیجا گیا۔ مرزا قادیانی کی بیان کردہ اس نورانی مناسبت کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اس کے پوتے مرزا طاہر احمد نے برطانیہ میں ہی اپنا عالمی مرکز قائم کیا اور خود بھی وہاں دفن ہو کر شاعر کا قول سچ کر دکھایا

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

قادیانیت کی عالمی سرپرستی پہلے صرف برطانیہ کرتا تھا۔ اب امریکہ جرمنی وغیرہ بھی اس کارِ شر میں برابر کے شریک ہیں۔ اور حکومت پاکستان اور دیگر اسلامی حکومتوں کو ہر ایسے اقدام سے روکتے ہیں جس سے قادیانیت کی حقیقت لوگوں کو معلوم ہوتی ہو اور ان کا تنظیمی ڈھانچہ متاثر ہوتا ہو۔ مثلاً آج سے کچھ عرصہ پہلے دینی جماعتوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کا اضافہ کیا جائے تا کہ قادیانی غیر مسلم ہونے کی وجہ سے حرمین شریفین نہ جاسکیں اور ہر جگہ اُن

کی پہچان آسانی سے ہو سکے۔ اس وقت کے صدر پاکستان غلام اسحاق خان مرحوم نے مطالبہ سے اتفاق کرتے ہوئے اسے درست قرار دیا لیکن ماننے سے معذرت کی اور علما کے ایک وفد کو بتایا کہ بیرونی دباؤ بہت زیادہ ہے اس لیے مطالبہ پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔ ایک دفعہ بزرگ سیاست دان نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم کا بیان قومی اخبارات میں شہ سرخیوں سے شائع ہوا تھا کہ امریکہ نے پاکستان کو اسلحہ فراہم کرنے کے لیے قادیانیت پر سے پابندی ختم کرنے کی شرط لگادی ہے۔

قادیانیت کی نئی صف بندی کا ایک پہلو قابلِ تشویش ہے کہ انہوں نے براعظم یورپ اور افریقہ کو اپنی ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز ومحور بنالیا ہے اور جہاں وہ برسوں سے جاری منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ وہاں نئے نئے منصوبوں کا سنگِ بنیاد رکھا جا رہا ہے۔ بعض تکمیل شدہ منصوبوں کا مرزا مسرور نے دسمبر ۲۰۱۲ء میں افتتاح کیا ہے۔

ہفت روزہ الفضل لندن (یکم/مارچ ۲۰۱۳ء) کی ایک رپورٹ کے مطابق ۶۔۲۰۰۵ء میں

- دنیا کے ۱۸۵ ممالک میں قادیانیت کو فروغ ملا
- ۱۸۸ بنی بنائی مساجد قادیانیوں کو ملیں
- انڈیا میں ۱۸۶ نئی جماعتیں قائم ہوئیں
- متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے

یہ رپورٹ آج سے سات سال پہلے کی ہے۔ اب کیا حالات ہوں گے؟ بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں گھانا اور جرمنی میں وسیع قطعہ ہائے اراضی پر جامعہ احمدیہ کے نام سے ادارے قائم کیے گئے ہیں جن کا افتتاح ہو چکا ہے اور وہاں پر ارتدادی سرگرمیاں جاری ہیں...... الفضل انٹرنیشنل کے مذکورہ شمارہ کے مطابق افریقہ کے ۱۲ ممالک میں ۳۴ ہسپتال اور کلینک کام کر رہے ہیں اور ۱۱ ممالک میں مختلف سطح کے ۴۹۴ سکول قائم کیے گئے ہیں۔

حال ہی میں قادیانیت نے ایک نئی کروٹ لی ہے وہ یہ کہ ۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی کے فیصلہ کو مشکوک اور متنازعہ قرار دیا جائے۔

اس غرض سے بعض دوسرے اقدامات کے علاوہ ایک ضخیم کتاب مارکیٹ میں پھیلائی جارہی ہے۔ اور اعلیٰ سطح کے بیسیوں افراد میں مفت تقسیم ہو رہی ہے اس کتاب کا نام ہے ''دوسری آئینی ترمیم ۱۹۷۴ء خصوصی کمیٹی میں کیا گزری تاریخ کا ایک باب'' یہ کتاب ڈاکٹر مرزا سلطان احمد نے تحریر کی ہے جو کہ تاریخ کے حوالہ سے معروف قادیانی جعل ساز دوست محمد شاہد کا بیٹا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت کے لیے قادیانیوں نے وہ وقت چنا ہے جب کہ ۱۹۷۴ء کی خصوصی کمیٹی میں شامل سب علما کرام اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ کئی معروف پارلیمینٹیرین بھی دنیا میں نہیں ہے حتیٰ کہ اس وقت کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو، اٹارنی جنرل یحیٰ بختیار بھی خالق کائنات کے حضور پہنچ گئے۔ جو دو چار ممبران زندہ سلامت ہیں اُنھیں شاید فرصت ہی نہیں۔ اس کتاب میں خصوصی کمیٹی کے طریق کار کو غیر منصفانہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ مرزا ناصر احمد کا مؤقف اس کے سامنے ہی کچھ کا کچھ بنا دیا جاتا تھا۔ سب سے زیادہ چاند ماری اٹارنی جنرل پر کی گئی ہے کہ بددیانتی کرتے ہوئے قادیانی

کتب کے غلط حوالے اجلاس میں پیش کیا کرتے تھے۔

میرے محدود علم کے مطابق ۱۹۷۴ء کی خصوصی کمیٹی کے ارکان میں سے معروف قانون دان جناب احمد رضا قصوری اس وقت سلامت باکرامت ہیں ان کا یہ قومی دینی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ وہ اس کتاب کا تجزیہ کر کے قادیانی دجل وفریب واضح کریں۔ وکلاختمِ نبوت اور اعلیٰ عدالتوں کے ریٹائرڈ جج صاحبان بھی اس کام سے بری الذمہ نہیں ہوسکتے اس لیے کہ وہ تحفظِ ختمِ نبوّت کے مقدس مشن میں درجہ بدرجہ شریک رہے ہیں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے